پاکستان میں صنفی تشدد کے اسباب و عوامل: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی وانسدادی مطالعہ

Reasons and Factors of Gender-Based Violence in Pakistan: An Analysis and Contesting Study in the Light of Islamic Teachings

محمد ضیاء الحق*

عائشہ سہیل**

Abstract

Gender-based violence (GBV) results into a serious impediment for victims, particularly women. Due to this violence the victims become unable to exercise their well-being and self-development. No strategy of contesting gender-based violence can be successful without carefully identification of its reasons and factors. Individuals, civil society, national organizations and the international community are trying to identify reasons of GBV and factors behind it. GBV is sourced in harmful prejudices and social stereotypes that prevail in various societies such as Pakistan. The victims of this violence particularly women and children are weak segments of the society or persons who do not fit into the heteronormative traditional gender binary. GBV marginalizes its victims and survivors. The study begins with an overview of gender-based violence in Pakistan. It traces the reports of the Global Gender Gap Index and Gender Development Index regarding the state of gender-based violence in Pakistan through the description of demographic information about the state of gender equality in Pakistan. The nature of GBV also comes under discussion in this introductory part of the article. The analysis in this study attempts to distil and analyze reasons for gender-based violence in Pakistan. Various factors that contribute to GBV are also discussed in the article. It also seeks to identify intrinsic and extrinsic factors of GBV in Pakistan. The study facilitates the investigation of the reasons for GBV such as patriarchal values and discriminatory practices. It also explores victim blaming and low conviction rates in courts as increasing sources of gender-based violence in Pakistan.

Keywords: Gender Based Violence, Reasons, Factors, Victim, Patriarchal Values, Discriminatory Practices.

---

* پروفیسر شریعہ واسلامک لاء / ڈائریکٹر جنرل، اِدارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** ریسرچ ایسوسی ایٹ، اِدارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

تعارف:

صنفی تشدد "نقصان دہ" تعصب اور دقیانوسی سماجی مسئلہ ہے جو انسانی برادریوں میں موجود ہے۔ صنفی تشدد کے متاثرین یا تو معاشرے کے کمزور طبقات ہیں یا پھر وہ لوگ ہیں جو سماج کے صنف کے بارے میں روایتی پدرانہ تصورات میں جگہ نہیں پا سکتے۔ صنفی تشدد ان لوگوں کو جو اس سے متاثر ہو رہے ہیں یا جو اس اذیت سے گزر چکے ہیں پسماندہ کر دیتا ہے۔ وہ کمتر اور بے یار و مددگار ہو جاتے ہیں۔ صنفی جرائم کی کئی انواع اور اقسام ہیں۔ عزت کے نام پر قتل، ہراسمنٹ اور اس طرح کے جرائم کی ایک طویل فہرست ہے جسے دنیا بھر میں صنفی جرائم میں شمار کیا جاتا ہے۔ کچھ اقسام بین الاقوامی ہیں اور کچھ ملکی اور مقامی ہیں۔ صنفی تشدد سے بچنے میں حفاظتی اقدامات بہت اہم ہیں۔ انسانی حقوق کا تحفظ، قانون کی حکمرانی اور مؤثر جمہوریت وہ اسباب ہیں جن کی مدد سے صنفی مساوات کو یقینی بنایا جا سکتا ہے اور صنفی تشدد سے بچاؤ ممکن ہے۔ صنفی مساوات کی فراہمی اور صنفی تشدد سے حفاظت اس وقت تک ممکن نہیں جب تک سہولیات، با اختیاری اور مواقع میں برابری نہ ہو گی۔ صنفی مساوات سے مراد، ریاست کے وسائل تک تمام اصناف کے لیے برابر رسائی بھی ہے۔ ایسا ادارہ جاتی لائحۂ عمل جو صنفی تشدد سے بچاؤ، حفاظت اور اس کے متاثرین کو مدد فراہم کرنے میں مؤثر ہو مہذب سماج کی نشانی ہے۔ پولیس، صحت اور نظام انصاف کے ادارے اور ان کے اہلکار سماج کو صنفی تشدد سے بچانے اور محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی سماج اس معاشرتی برائی سے اس صورت میں نجات حاصل کر سکتا ہے جب وہ تہذیب سازی کے عمل سے گزرے۔

اس مطالعہ میں پاکستان میں صنفی تشدد کی صورت حال کا جائزہ لیا گیا ہے نیز صنفی تشدد کے اسباب، اقسام اور صنفی تشدد کے شکار یا اس سے بچنے والوں کی حفاظت اور ان کو انصاف کی فراہمی کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس تحقیق کا مواد مختلف قسم کے مصادر سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس مواد کا صنفی طور پر غیر جانبدار اور نسوانی علمیت (Feminist Epstemology) & مناہج و اصول تحقیق سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ نسوانی علمیت (Feminist & Epstemology) جو کہ صنفی غیر برابری کو چیلنج کرتی ہے کو اس تحقیق کی تیاری میں خاص طور پر اہمیت دی گئی

ہے جبکہ اسے قانونی، معاشرتی، انسانی اور نسوانی نظریات کے مجموعہ کی روشنی میں تحریر کیا گیا ہے جبکہ صنفی تشدد کی روک تھام کے لیے اسلامی احکامات کی وضاحت کے لیے اسلامی اصول مناہج کا استعمال کیا گیا ہے۔

۱۔ پاکستان میں صنفی تشدد کی موجودہ صورت حال:

۱.۱۔ صنفی تشدد (Violence) کا مفہوم:

Violence کے لیے اردو میں تشدد کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ Violence کی اصطلاح میں مفاہیم مختلف تناظر میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ Violence کبھی Physical یعنی جسمانی ہوتی ہے اور کبھی Non Physical یعنی غیر جسمانی ہوتی ہے اس لیے نوعیت کے اعتبار سے تشدد کا مفہوم تبدیل ہو جاتا ہے۔ تشدد کے مفہوم کا تعین آسان نہیں ہے اور یہ ایک پیچیدہ عمل ہے۔ اس کی مختلف تعریفیں ہیں۔ جسمانی طاقت کے ذریعے کسی کو زخمی کرنا اسے گالیاں دینا یا اسے غلط کاری کے لیے مجبور کرنا بھی تشدد ہے۔ اسی طرح کسی دوسرے کا جسمانی اور مالی نقصان کر دینا یا اس کے گھر، رشتہ داروں یا کاروبار کو تباہ کر دینا بھی تشدد ہی ہے۔ تشدد کی انگریزی میں متعدد تعریفیں کی جاتی ہیں ان میں کچھ اہم لغوی اور اصطلاحی تعریفیں حسب ذیل ہیں:

"زخمی کرنے، گالیاں دینے، نقصان پہنچانے یا تباہ کرنے کے لیے جسمانی قوت کا استعمال۔"[1]

انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں Violence کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے:

"(تشدد جسمانی طاقت کے استعمال کا ایک ایسا عمل ہے جو نقصان پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔ تشدد کے ذریعے پہنچایا گیا نقصان جسمانی، نفسیاتی یا دونوں طرح کا ہو سکتا ہے۔ تشدد کو جارحیت سے ممتاز کیا جا سکتا ہے، جو کہ مخالفانہ طرزِ عمل کا زیادہ عام رویہ ہوتا ہے جو کہ نوعیت میں جسمانی، زبانی ہو سکتا ہے۔"[2]

تشدد کی وہ تمام قسمیں جو بدقسمتی سے کسی نہ کسی طرح پاکستان میں موجود ہیں ان میں صنفی تشدد بھی شامل ہے۔

صنفی تشدد خواتین اور دوسرے کمزور طبقات کے لیے ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے ان طبقات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ صنفی تشدد کی تعریف کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ:

1– https://www.merriam-webster.com/dictionary/violence, acceded on May 8, 2023.
2– https://www.britannica.com/topic/violence, accessed on May 8, 2023.

"(صنفی تشدد ایسے کاموں سے عبارت ہے جو افراد، خصوصاً خواتین، پر ان کی جنس کی وجہ سے عائد کیے جاتے ہیں۔ خواتین کے معاملے میں دنیا میں سب سے زیادہ حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔"[3]

۱.۲۔صنفی تشدد پاکستانی تناظر میں:

"صنفی تشدد" اور "خواتین کے خلاف تشدد" ایسی اصلاحات ہیں جو عموماً ایک ہی مفہوم میں استعمال ہوتی ہیں کیوں کہ صنفی تشدد میں بھی اکثر متاثرین خواتین ہی ہوتی ہیں اور یہ تشدد خواتین کے خلاف ہی ہوتا ہے۔ صنفی تشدد سے خواتین ہی غیر متناسب طور پر متاثر ہیں اقوام متحدہ کے خواتین کے تشدد کے خلاف ڈیکلیریشن میں خواتین کے خلاف تشدد کی درج ذیل تعریف کی گئی ہے:

"صنفی بنیاد پر تشدد کا کوئی بھی ایسا عمل جس کے نتیجے میں یا اس کے نتیجے میں خواتین کو جسمانی، جنسی یا نفسیاتی نقصان یا تکلیف پہنچنے کا امکان ہو، بشمول ایسی کارروائیوں کی دھمکیاں، جبر یا من مانی آزادی سے محرومی، چاہے وہ عوامی یا نجی زندگی میں ہو۔"[4]

عالمی اقتصادی فورم کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان ان ممالک میں سے ہے جن میں صنفی مساوات یا تو ہے ہی نہیں یا پھر بہت کم ہے۔ اس ضمن میں عالمی فورم کی رپورٹ یہ ہے کہ:

"صنفین میں مساوات کے اعتبار سے پاکستان کی کارکردگی تیسرے درجے میں ہے۔ اس لحاظ سے وہ دنیا کے ۱۵۳ ممالک میں سے ۱۵۱ ویں نمبر پر ہے۔"

گلوبل جینڈر گیپ ۲۰۲۲ء کے مطابق:

"پاکستان (صنفی مساوات کے اعتبار سے) جنوبی ایشیا کا سب سے کم رتبہ ملک ہے۔ بحیثیت مجموعی صنفی خلا میں علاقائی اعتبار سے بنگلادیش اور نیپال (جن کا درجہ علاقے میں پہلا اور دوسرا اور عالمی درجہ بندی میں پچاسواں اور

3– Devastatingly pervasive: 1 in 3 women globally experience violence. Geneva: World Health Organization; 2021. Available from: https://www.who.int/news/item/09-03-2021-devastatingly-pervasive-1-in-3-women -globally-experience-violence [cited 2022 Feb 1].

4– "Declaration on the Elimination of Violence against Women" (Proclaimed by General Assembly resolution 48/104, December 20, 1993), Article No.1.

ایک سو ایک واں ہے) کے مقابلے میں پاکستان کا درجہ ساتواں ہے اگرچہ یہ کارکردگی گذشتہ (55.0) کے مقابلے میں بہتر ہے، لیکن یہ پاکستان کو درجہ بندی میں کمی میں گرنے سے نہیں روک سکتی، کیوں کہ نئے ممالک اس معاملے میں بڑے درجے پر فائز ہیں۔)[5]

پاکستان سے متعلق UNDP کے Gender Development Index میں کہا گیا کہ:

"اسلامی جمہوریہ پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے اور ڈیویلپمنٹ انڈیکس (GDI) کے مطابق 169 ملکوں میں سے اس کا درجہ 125 واں ہے اور Gender Empowerment Measure (GEM) کے مطابق 109 میں سے 99 نمبر پر ہے۔"[6]

ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ۹۳ فیصد خواتین کو کسی نہ کسی وقت تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔[7]

۱.۳– پاکستان کے آبادیاتی اعداد و شمار:

پاکستان دنیا کی بڑی آبادی والے ملکوں میں سے ایک ملک ہے Worldometers کے مطابق ۱۸/جولائی ۲۰۲۳ء میں پاکستان کی آبادی ۲۴۰۷۰۳۵۶۰ ہوئی ہے۔ پاکستان کی آبادی سے متعلق دوسرے اہم اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:

"ورلڈ میٹرو اقوام متحدہ کی شماریات کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ پاکستان کی موجودہ آبادی (بتاریخ 18 جولائی 2023) 240703560 ہے۔ پاکستان کی 2023 کی آبادی سال کے درمیان میں 240 485 658 شمار کی گئی۔ پاکستان کی آبادی دنیا کی مجموعی آبادی کے 2.99 فی صد ہے۔ پاکستان آبادی کی فہرست میں پانچویں درجے پر ہے۔ آبادی کی کثافت پاکستان میں 312 فی مربع کلو میٹر ہے۔ (یعنی 808 افراد فی میل)۔ کل رقبہ 770880 مربع کلو میٹر (297638 مربع میل) ہے۔ 34.7 فی صد آبادی دیہات پر مشتمل

5_ https://www.thenews.com.pk/print/585465-pakistan-fares-badly-on-gender-gap-index.Retrieved on July 29, 2023.

6_ Rakshinda Parveen, "Gender-Based Violence in Pakistan: A Scoping Study" (Islamabad: Aurat Publication and Information Services Foundation, January 2011), 01.

7_ M. Rafique Wassan, Abdul Razaque Channa, and Syed Faisal Hyder Shah, "Violence against Women in Pakistan: Causes, Consequences and the Way Forward," *International Research Journal of Arts and Humanities (IRJAH)* 49, no. 49 (2021): 49.

ہے(2023 میں اس کی شرح83500516 افراد ہے۔)پاکستان میں اوسط عمر20.6سال ہے۔"[8]

صنفی تشدد کا خواتین کے مقام ومرتبہ اور صحت سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان ان ممالک میں سے ہے جن میں صنفی تشدد شدت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔[9] مختلف جائزوں کے ذریعے صنفی تشدد کے حوالے سے پاکستان کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ایک سروے کے مطابق ۲۲۹ ملین آبادی کا حامل ملک پاکستان ۲۰۲۱ء میں خواتین کے لیے چوتھا خطرناک ترین ملک تھا۔[10] اسی طرح ایک دوسرے سروے کے مطابق کراچی میں مرکز صحت سے مدد لینے کے لیے آنے والی خواتین میں سے ۳۲ فیصد کو جسمانی تشدد کا سامنا رہا۔ ۱۵۰ خواتین میں سے ۴۸ خواتین پر کسی نہ کسی طرح جسمانی تشدد ہوتا رہا۔ اسی طرح ایک اور سروے کے مطابق پنجاب سے ۱۰۰۰ خواتین نے بتایا کہ انھیں زندگی میں کم از کم ایک دفعہ اپنے شوہر سے تشدد کا سامنا رہا۔ قریبی رشتہ داروں اور شوہروں کی طرف سے تشدد یا زخمی کرنا ایک عمومی رویہ ہے اور پاکستان میں کافی پھیلا ہوا ہے۔[11]

پنجاب پاکستان کا آبادی اور وسائل کے اعتبار سے سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ۲۰۱۶ء کے اعدادوشمار کے مطابق پنجاب میں صنفی تشدد کے مقدمات میں سے صرف ۴ فیصد ۲۳۴۳ مقدمات میں سے صرف ۹۹ مقدمات کے فیصلے ہوئے۔[12] بدقسمتی سے پاکستان کے وسائل بہت کم ہیں اس لیے صنفی تشدد کا شکار بننے والے افراد کے لیے مدد کمیاب ہے۔ اسی لیے سماجی بہبود کی کئی تنظیمیں، ادارے اور افراد صنفی امتیاز کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں۔[13]

8_ Updated on July 16, 2023 with the latest July 2023-July 2024 estimates from the United Nations, Department of Economic and Social Affairs, Population Division. [World Population Prospects: The 2022 Revision](). (Medium-fertility variant).https://www.worldometers.info/world-population/pakistan-population/ retrieved on July 18, 2023.

9_ Hirschberger G. "Collective trauma and the social construction of meaning", *Front Psychol* 2018 Aug, 10;9:1441. doi: http://dx.doi.org/10.3389/fpsyg .2018.01441 PMID: 30147669.

10_ Nasreen Akhtar and Daniel A. Métraux, "Pakistan is A Dangerous and Insecure Place for Women," *International Journal on World Peace* XXX, no. 2 (June 2013): 35.

11_ Ali PA, Gavino MIB. Violence against women in Pakistan: a framework for analysis. J Pak Med Assoc. 2008 Apr; 58(4):198–203. PMID: 18655430.

12_ Gender-based violence court handbook and training manual for prosecutors. Mandaluyong: Asia Development Bank; 2022. Available from: https://events.development.asia/system/files/materials/2019/12/201912 -pakistan-

۲-پاکستان میں صنفی تشدد کے عوامل و اسباب:

عورتوں پر ہونے والے تشدد کو اسی صورت میں روکا جاسکتا ہے جب اس کے اسباب کو جاناجاسکے۔مزید بر آں یہ کہ فیصلہ سازوں کو پتہ چل سکے کہ ایمر جنسی میں عورتوں اور بچوں کی کیاضروریات ہوتی ہیں۔[14] ہمارے سماجی، معاشرتی اور اقتصادی سٹرکچر میں خواتین کو تعلیم،روزگار، ملازمت،کاروبار، فیصلہ سازی، قانون سازی میڈیا اور کیمونیکیشن کے میادین میں کمزور یاکم اہلیت کی حامل قرار دے کر مؤثر نمائندگی نہیں دی جاتی۔[15] انفرادی اور اجتماعی مداخلت کے بغیر صنفی تشدد سے بچانا، اس تشدد کوروکنااور اس کے مرتکب افراد کے خلاف کارروائی کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ صنفی تشدد کے خلاف حفظ ماتقدم اسی صورت میں ممکن ہو گا جب ان اسباب کا کما حقہ جائزہ لیا جائے۔ جن کی وجہ سے صنفی تشدد بڑھ رہاہے۔ صنفی تشدد کے انفرادی، عائلی، کمیونٹی اور معاشرتی درجوں میں مختلف اسباب ہیں جن کا مختصر احاطہ ذیل میں پیش کیاجارہاہے۔

۲.۱-تعلیم وتربیت اور صحت کے میدانوں میں صنفی امتیاز:

صنفی عدم مساوات کامطلب تعلیم وتربیت، صحت اور عملی زندگی کے وسائل میں مردوں اور عورتوں کے درمیان یکساں برتاؤنہ کرنااور مردوں کو عورتوں پر ترجیح دیناہے۔[16] ایک متوازن ہم آہنگ، سماجی اور اقتصادی ترقی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مردوں اور عورتوں دونوں کو تعلیم وتربیت کے یکساں وسائل اور مواقع نہ فراہم کیے جائیں۔برصغیر میں خواتین کے لیے صحت اور تعلیم کے مواقع مردوں کی نسبت بہت کم ہیں۔اسی طرح خواتین کی تعلیم پر بہت سی پابندیاں ہیں۔جس کی وجہ سے صنفی امتیازات اور عدم مساوات زیادہ ہے۔خواتین کی تعلیمی اداروں میں نہ

---

gender-based-violence-court-handbook-and-training-manual -prosecutors.pdf [cited 2022 Jun 2.

13_ Ali TS, Karmaliani R, Khuwaja HMA, Shah NZ, Wadani ZH, Aijaz S, et al. Community stakeholders' views on reducing violence against women in Pakistan. BMC Women's Health. 2020 May 7; 20(1):98. doi: http://dx.doi.org/10.1186/s12905-020-00961-3 PMID: 32380986.

14_ https://pakistan.unfpa.org/en/topics/gender-based-violence-6 retrieved on July 19, 2023.

15_ Imran Sharif Chaudhry, "Gender Inequality in Education and Economic Growth: Case Study of Pakistan," *Pakistan Horizon* 60, no. 4 (2007): 81.

16_ https://www.pakistantoday.com.pk/2022/02/27/gender-inequality-in-education/#:~:text=Pakistan%20is%20positioned%20fourth%2Dworst,percent%20gender%20disparity%20in%20enrollment retrieved on July 28, 2023.

صرف داخلے کی شرح کم ہے بلکہ جلدی سکول چھوڑنے میں بھی وہ لڑکوں سے آگے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اچھی ملازمتیں نہیں حاصل کر سکتیں۔ مزید برآں کم عمری کی شادیوں کی وجہ سے انھیں صحت کے بھی کئی مسائل در پیش ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں حالیہ برسوں میں خواتین کی تعلیم کے مواقع بہتر ہوئے ہیں لیکن اب بھی چیلنجز موجود ہیں۔[17]

اس حوالے سے ورلڈ بینک کی ایک رپورٹ حسب ذیل ہے:

"تقریباً 50 ملین بچوں کی اسکول جانے کی عمر کے ساتھ، اسکول میں داخل ہونے والے بچوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ تاہم، ملک کو تمام بچوں کے لیے معیاری تعلیم کو یقینی بنانے میں کئی چیلنجز کا سامنا ہے۔ پاکستان میں 10 سال کے 75 فیصد بچے ایک سادہ سا متن نہیں پڑھ سکتے اور یہ شرح COVID-19 اور 2022ء کے سیلاب کی وجہ سے بڑھ کر 79 فیصد ہو سکتی ہے۔ ترقی کے باوجود، پاکستان میں لڑکیوں کو معیاری تعلیم تک رسائی میں زیادہ چیلنجز کا سامنا ہے اور ان کے تعلیمی نتائج لڑکوں سے پیچھے ہیں۔ مزید لڑکیوں اور لڑکوں کو اسکول لانے کے لیے مخصوص چیلنجوں میں مداخلتوں کو نشانہ بنانے کے لیے ڈیٹا کا استعمال کرنے کی ضرورت ہو گی۔ موجودہ رفتار سے (جو پہلے سے ہی پیش رفت کے بارے میں مضبوط مفروضوں پر مشتمل ہے)، پاکستان کو تمام لڑکیوں کے اندراج میں کم از کم 50 سال اور تمام لڑکوں کے اندراج میں 31 سال لگیں گے۔"[18]

عدل و انصاف میں مردوزن کے درمیان امتیازات کو ختم کیے بغیر صنفی تشدد کو ختم نہیں کیا جا سکتا، اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی اقتصادی ترقی کی رکاوٹوں میں ایک رکاوٹ صنفی امتیاز اور مردو خواتین کے لیے تعلیم و تربیت کے یکساں مواقع کا نہ ہونا بھی ہے۔[19] درج بالا تجزیہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ تعلیم کے یکساں مواقع نہ ہونے کی وجہ سے صنفی عدل و مساوات کا حصول ممکن نہیں کیونکہ برابری پر مشتمل تعلیم کے ذریعے سے ہی سماجی اور اقتصادی امکانات کو بہتر طور پر ممکن بنایا جا سکتا ہے۔[20]

17_ Chaudhry, "Gender Inequality in Education and Economic Growth," 83.

18_ Juan D Baron and May Bend, "Facing the Challenges of Girls' Education in Pakistan," March 5, 2023, https://blogs.worldbank.org/education/facing-challenges-girls-education-pakistan.

19_ Chaudhry, "Gender Inequality in Education and Economic Growth," 90.

20_ Emily W. Kane, "Education and Beliefs about Gender Inequality," *Social Problems* 42, no. 1 (1995): 86., https://doi.org/10.2307/3097006.

۲.۲- صنفی تشدد کے Intrinsic Factors اسباب:

پدر سرانہ نظام (Patriarchy) اور مردوں کا عورتوں کے اوپر تسلط ان اسباب میں سے ہے جن کی وجہ سے خواتین کے خلاف پاکستان میں تشدد پایا جاتا ہے۔ صنفی تشدد Patriarchy کے سبب ہی پروان چڑھتا ہے۔ اس نظام معاشرت کی وجہ سے مردوں میں متشدد رویے پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ خواتین کے خلاف تشدد کا ارتکاب کرتے ہیں۔[21]

Patriarchy کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی جاتی ہے:

"پدر سرانہ نظام کی جڑ حیاتیاتی ہے اور یہ استدلال کرتی ہے کہ یہ طاقت کا ایک جنسی نظام ہے جو معاشرے کے مردانہ درجہ بندی پر منحصر ہے۔"[22]

پاکستان میں عائلی، سماجی اور قومی وسائل پر مردوں کا قبضہ ہے۔ عورتیں ایک ماتحت کے طور پر کام کرتی ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان صلاحیتوں، مواقع اور وسائل میں تفاوت پایا جاتا ہے۔ پاکستان کے بعض علاقوں میں خواتین کو وہ بنیادی ضروریات بھی میسر نہیں ہیں جو ایک مناسب زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہیں۔ اسی وجہ سے خواتین کے خلاف نہ صرف اختیارات کا ناجائز استعمال کیا جاتا ہے بلکہ نقصان دہ ثقافتی اور اخلاقی رویے بھی اختیار کیے جاتے ہیں جو ان کے لیے مختلف انواع کے صنفی تشدد کا سبب بنتے ہیں۔[23] پاکستان میں صنفی تشدد کے اندرونی اسباب Intrinsic Factors حسب ذیل ہیں:

"بنیادی بدسلوکی، بچپن میں ازدواجی تشدد کا مشاہدہ، بچپن میں زیادتی، غیر حاضری یا کسی شخص کی شخصیت پر والد کو مسترد کرنے جیسے عوامل۔"[24]

21– Abdul Hadi, "Patriarchy and Gender-Based Violence in Pakistan," *European Journal of Social Sciences Education and Research* 10, no. 2 (May 19, 2017): 206., https://doi.org/10.26417/ejser.v10i2.p297-304.

22– Zillah R. Eisenstein, ed., *Capitalist Patriarchy and the Case for Socialist Feminism* (New York: Monthly Review Press, 1979).

23– M Rafique Wassan, Abdul Razaque Channa, and Syed Faisal Hyder Shah, "Violence against Women in Pakistan: Causes, Consequences and the Way Forward," *International Research Journal of Arts and Humanities (IRJAH)* 49, no. 49 (2021): 54.

24– Ali and Gavino, "Violence against Women in Pakistan," 200.

خواتین کے خلاف تشدد کے بھی کئی خارجی اسباب ہیں۔ ان میں سے چند اہم اسباب حسب ذیل ہیں:

"خاندان میں مردوں کا غلبہ، دولت پر مرد کا کنٹرول اور ازدواجی / زبانی تنازعہ… روزگار کے مواقع، معاشی اثرات، طاقت اور وسائل پر خواتین کی رسائی، سماجی معاونت کا نیٹ ورک اور صنفی کردار کے حوالے سے سماجی اصول، اور طاقت کی درجہ بندی۔"(25)

پاکستان میں زمینی حقائق یہ بتاتے ہیں کہ گھریلو تشدد میں اکثر وبیشتر پہل مردوں یا سسرالی رشتہ داروں کی طرف سے ہوتی ہے۔ عملی طور پر مردوں کو عورتوں پر بالادستی حاصل ہے اور وہ اس بالادستی کا ناجائز استعمال کرتے ہیں جس کا منطقی نتیجہ صنفی تشدد کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس صنفی تشدد کا شکار خواتین(26) میں احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو محکوم تصور کرتی ہیں اور سماجی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔(27)

۳.۲ – صنفی امتیازات اور تشدد پر مبنی ثقافتی روایات اور سماجی رواج:

پاکستان میں صنفی تشدد کا بڑا سبب وہ صنفی تفاوت ہے جس کا مصدر مقامی رسم ورواج اور روایات ہیں۔ ان نام نہاد ثقافتی رواجوں کی وجہ سے خواتین اور دوسرے کمزور طبقوں کے خلاف امتیازی رویے پروان چڑھتے ہیں۔(28) ثقافت کا مفہوم اور اس سے متعلقہ مفاہیم کے معنی میں نہ صرف تفاوت پایا جاتا ہے بلکہ اس میں ایک تنوع بھی ہے۔ ثقافت کے لیے Culture کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کی ایک تعریف حسب ذیل ہے:

25_ Ali and Gavino, "Violence against Women in Pakistan," 201.

26_ S. J. Jejeebhoy, "Associations between Wife-Beating and Fetal and Infant Death: Impressions from a Survey in Rural India," *Studies in Family Planning* 29, no. 3 (September 1998): 300–308.

27_ U. Niaz, "Violence against Women in South Asian Countries," *Archives of Women's Mental Health* 6, no. 3 (August 2003): 173–84, https://doi.org/10.1007/s00737-003-0171-9.

28_ Wassan, Channa, and Shah, "Violence against Women in Pakistan: Causes, Consequences and the Way Forward," 2021, 54.

"خیالات، عقائد اور اصولوں کے مخصوص نمونے جو معاشرے کے اندر معاشرے یا گروہ کے طرز زندگی اور تعلقات کو نمایاں کرتے ہیں۔"[29]

ہر ثقافت میں رسم و رواج کا ایک ایسا مجموعہ ہوتا ہے جو تاریخی طور پر اس ثقافت کے حاملین کے رویہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ان ثقافتی رویوں کو جب معاشرے کا بالا دست طبقہ اختیار کر لیتا ہے تو اس کا اثر نتیجے تک پہنچتا ہے اور نتیجتاً سارا معاشرہ ان ثقافتی رواج کو سماجی اقدار کے طور پر اختیار کر لیتا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں ثقافت کے نام پر ایسی روایات کو بھی اختیار کر لیا جاتا ہے جو نہ صرف قابل تقلید نہیں بلکہ دینی تعلیمات اور اخلاقی معیارات کے بھی منافی ہیں۔ پاکستان میں مروج یہ روایات صنفی امتیازات اور خواتین کے خلاف غیر مناسب رویوں کا سبب بن رہی ہیں۔ اس حوالے سے ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ

"پاکستان معاشی وسائل اور امتیازی سلوک کے ساتھ ساتھ نام نہاد غیرت کے نام پر قتل سمیت ثقافتی، مذہبی اور روایتی طریقوں سے خواتین کو درپیش خطرات کے لحاظ سے چھٹا سب سے خطرناک اور چوتھا بدترین ملک ہے۔ گھریلو تشدد سمیت غیر جنسی تشدد کے حوالے سے پاکستان پانچویں نمبر پر ہے۔"[30]

پاکستان میں صنفی امتیازات کا سب سے اہم سبب وہ نام نہاد غیرتی رویے ہیں جن کا مصدر و منبع وہ رواج ہیں جنھیں معاشرتی اکائیوں میں رواجی قانون (Customarary Law) کا درجہ حاصل ہے۔ اس حوالے سے SSDO کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ:

"یکم جنوری 2023 سے 30 اپریل 2023 تک خواتین پر تشدد کے 771 کیسز پولیس کو رپورٹ ہوئے جب کہ بچوں پر تشدد کے 142 کیسز رپورٹ ہوئے۔"[31]

29_ Hazel Reeves and Sally Baden, "Gender and Development: Concepts and Definitions," gender mainstreaming (Brighton: BRIDGE (development - gender) Institute of Development Studies University of Sussex, February 2000), 02.

30_ Fact box: Which are the world's 10 most dangerous countries for women? By Thomson Reuters Foundation, https://www.reuters.com/article/us-women-dangerous-poll-factbox-idUSKBN1JM01Z. Accessed on July 29, 2023.

31_ https://www.thenews.com.pk/print/1083887-771-cases-of-violence-against-women-reported-to-police-reports-ssdo, retrieved on July 29, 2023.

پاکستان میں صنفی امتیازات اور خواتین کے خلاف تشدد آمیز رویے سوارا، ونی، کاروکاری اور قرآن سے شادی جیسی رسم ورواج کی وجہ سے ہیں۔(32) اس میں چند ایک روایات ورواج کی تفصیل حسب ذیل ہے:

الف۔ گاگھ یاجاگھ کا رواج:

یہ رواج بعض پختون علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ اس رواج کی رو سے کسی لڑکی کے خاندان کا کوئی لڑکا کزن وغیرہ لڑکی کے متعلق یہ اعلان کر دیتا ہے کہ میں اس لڑکی سے شادی کروں گا۔ اس رواج میں لڑکی کی رضامندی لی جاتی ہے اور نہ ہی اس کی خواہش کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اس اعلان کے بعد متعلقہ لڑکی کسی اور سے شادی نہیں کر سکتی۔ یہ رواج لڑکیوں کی آزادی و احترام کے سخت خلاف ہے، لیکن اسے عزت کے نام پر نافذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر متعلقہ لڑکی کسی دوسرے سے شادی کرنا چاہتی ہے تو وہ صرف اسی صورت میں کر سکتی ہے کہ گاگھ کرنے والا اپنا قول واپس لے۔(33) بدقسمتی سے اس روایت کی وجہ سے لڑکیوں کی عزت کو بٹہ لگادیا جاتا ہے اور وہ اپنی مرضی سے شادی کے حق سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اس رواج کی وجہ سے لڑکیوں کو اپنے خاندان کے ان لڑکوں سے شادی پر مجبور ہونا پڑا ہے جو ان کے لیے مناسب نہ تھے۔ ان میں کئی تعلیم یافتہ نہیں ہوتے اور کچھ تو مجرم بھی ہوتے ہیں۔ اس روایت کی رو سے کزنز اپنی رشتہ دار خواتین سے شادی کا جبری حق حاصل کرتے ہیں۔ لڑکیاں اچھے اور مناسب لڑکوں سے شادی سے محروم ہو جاتی ہیں اور کسی دوسری جگہ اسی صورت میں شادی کر سکتی ہیں جب ان کے وہ مرد رشتہ دار جنھوں نے انھیں گاگھ کیا ہے اجازت دیں۔(34) اس رسم ورواج کو روکنے کے لیے خیبر پختون خواہ میں قانون سازی کی گئی اور Khyber Pakhtunkhwa Elimination of Custom of Ghag Act 2013 نافذ کیا گیا۔ قانون کی رو سے اس جرم کے مرتکب کو ۵/لاکھ روپے تک جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔ اس جرم کے مرتکبین

32_ Naima Tabassum, Tabassum Afzal, and Huma Tabassum, "Gender Differentials In Educated People's Perceptions Regarding Anti Women Social Practices In Pakistan," *Pakistan Journal of Gender Studies* 18, no. 1 (March 8, 2019): 79–96, https://doi.org/10.46568/pjgs.v18i1.26.

33_ "Khyber Pakhtunkhwa Elimination of Custom of Ghag Act, 2013" (2013), article 1(b).

34_ Neha Ali Gauhar, "Honour Crimes in Pakistan: Unveiling Reality & Perception" (Islamabad: Community Apraisal & Motivation Programme, 2014), 80.

کو سزا دینے کے لیے سیشن جج کی Jurisdiction میں CCP 1898 میں ترمیم کے ذریعے اضافہ بھی کیا گیا اور اس قانون کو باقی قوانین پر فوقیت دے کر نافذ کیا گیا۔(35)

ب۔ ونی، سوارا، بدل صلح اور سونگ چٹی کی ثقافتی روایات:

بدل صلح زبردستی شادی کی ایک صورت ہے۔ یہ رسم و رواج پاکستان کے مختلف علاقوں میں ونی، سوارا اور سونگ چٹی جیسے ناموں سے مشہور ہے۔ ان تمام رواجوں کا منطقی نتیجہ خواتین کی زبردستی شادی کی صورت میں نکلتا ہے۔ باہمی تنازعات میں صلح کے بدل کے طور پر انھیں ناراض پارٹی کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اس رواج کی رو سے خواتین خاص طور پر نوجوان لڑکیوں کو ان جرائم کا تاوان دینے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جو ان کے رشتہ داروں نے کیے ہوتے ہیں۔(36)

اس غیر انسانی رواج میں لڑکیاں، قتل، ڈاکے، اغوا، زنا بالجبر اور ریپ جیسے جرائم کے بدل کے طور پر زبردستی متاثرہ فریق کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ بعض اوقات قرضوں کی ادائیگی کے لیے بھی اس رسم ورواج کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ان رواجوں کی وجہ سے لڑکیوں کو خطرناک اور بدقسمت حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔(37)

صنفی تشدد کو بڑھوتری دینے والے یہ رواج دستور پاکستان اور پاکستانی قوانین کی صریحاً خلاف ورزی ہیں۔ اس جرم کو روکنے کے لیے پاکستان میں قانون سازی کی گئی ہے اور PPC1860 اور CCP 1898 کی دفعات میں ترامیم کی گئیں تاکہ اس جرم کے مرتکبین کے خلاف سخت کارروائی کی جاسکے۔ ان ترامیم کے ذریعے متعلقہ قوانین کی دفعات 498c، 498B، 498A، 310A میں ترامیم کی گئیں تاکہ خواتین کو بدل صلح جیسے رواج سے محفوظ رکھا جائے۔ متعلقہ دفعات میں ترامیم کا مقصد خواتین کو جھگڑے نمٹانے میں بطور تاوان استعمال کو روکنا اور خواتین کے حقوق کا تحفظ ہے۔ انھی قوانین کی رو سے خواتین کی قرآن سے شادی جیسی رسم ورواج کو روکا گیا۔ جس کا مقصد

35– Khyber Pakhtunkhwa Elimination of Custom of Ghag Act, 2013.

36– Abid Ali, "The Heinous Practice of Vani or Swara in Pakistan" Eqbal Ahmad: Centre for Public Education (3 August 2018) available at: http://eacpe.org/the-heinous-practice-of-vani-in-pakistan/, accessed on July 30, 2023.

37– Irum Ahsan et al., "Court Companion on Gender-Based Violence Cases," 0 ed. (Manila, Philippines: Asian Development Bank, September 2021), 35-36., https://doi.org/10.22617/TCS210340-2.

خواتین کو وراثت سے محروم رکھنا ہے۔ ان قوانین کے ذریعے سوارا، ونی اور خواتین کو ان کی رضامندی کے بغیر امتیازی صورت حال میں شادی پر مجبور کرنا جیسی روایات کو جرم قرار دیا گیا۔[38]

ج۔ دولہن کی قیمت / Sarpaisa :

یہ 3000 سال پرانی روایت ہے جو کہ خیبر پختون خواہ میں پائی جاتی ہے۔ اس رواج کی وضاحت اس طرح کی جاتی ہے۔

"صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں 'سر پیسہ' کا رواج ہے۔ دولہا، شادی کرنے کے لیے، لڑکی کے والدین کو ایک بڑی رقم ادا کرتا ہے۔ یہ رواج اسے جذبات یا احساسات سے عاری معاشی قدر کی چیز میں بدل دیتا ہے۔ یہ زندہ، سانس لینے والی قیمتی چیز در حقیقت زیادہ قیمت پر فروخت اور دوبارہ فروخت کی جا سکتی ہے - بغیر کسی خاندان کی 'عزت' داؤ پر لگے۔ در حقیقت، اس کی قدر جتنی زیادہ ہو گی، اس کے خاندان کو اتنی ہی زیادہ "عزت" ملے گی۔"[39]

اس روایت میں شوہر خود یا اپنی فیملی کے ساتھ مل کر دلہن کے خاندان کو بہت بڑی رقم دیتے ہیں۔ یہ رقم کرنسی کی صورت میں بھی ہوتی ہے یا کسی اور صورت میں بھی ہو سکتی ہے جیسے کہ مال مویشی۔ گھریلو استعمال کی چیزیں یا دوسری چیزیں بطور گفٹ دلہن کے گھر والوں کو دی جاتی ہیں۔[40] اس رسم میں سب سے بری خرابی یہ ہے کہ دولہن کی قیمت یا Sarpaisa دلہن کے خاندان خاص طور پر والدین کو ولادت کے وقت ہونے والی تکلیف وغیرہ کے بدل کے طور پر[41] دی جاتی ہے۔ انسانی حقوق کے کارکنان کا خیال ہے کہ سر پیسہ، انسانی سمگلنگ کی ایک صورت ہے جس میں دلہن کی چیزوں کے ذریعے قیمت لگائی جاتی ہے جب کہ اسے اس کے جذبات اور خواہشات

38_ https://asiapacific.unwomen.org/en/countries/pakistan/evaw-pakistan/legislation-on-vaw, retrieved on June 26,2023.

39_ Samar Minallah, “Bride for Sale,” *Newsline* (blog), November 2003, https://newslinemagazine.com/magazine/bride-for-sale/.retrieved on July30, 2023.

40_ Milla Nyyssölä, "UNU-WIDER: Blog: Bride Price or Dowry?" UN UNU.edu, UNU WIDER, March 2022, http://www.wider.unu.edu/publication/bride-price-or-dowry, accessed on July30, 2023.

41_ Nyyssölä.

سے محروم کر دیا جاتا ہے۔[42] اس رسم کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ اس میں دلہن کو ایسی قابل فروخت چیز کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جیسے خریدا جاسکتا ہے یا پھر اس کو دوبارہ زیادہ قیمت کے لیے فروخت کیا جاسکتا ہے۔[43]

د۔وٹہ سٹہ:

ایک خاتون کے بدل میں دوسری خاتون لینا یا دینا وٹہ سٹہ کہلاتا ہے۔ یہ رواج پنجاب اور سندھ میں پایا جاتا ہے۔ پنجاب میں اسے وٹہ سٹہ کہا جاتا ہے جب کہ سندھ میں اسے ادوبدو / ادل بدل کہا جاتا ہے۔ اس رسم میں ایک خاندان اپنی لڑکی دوسرے خاندان کو شادی میں دیتا ہے۔ اور بدلے میں اس خاندان کی لڑکی سے شادی کر لیتے ہیں۔ روایتی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس رسم سے دونوں خاندانوں کے درمیان تعلقات مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی شادی کو قبیلے کی روایتی شادی Cudogamous Marriage کہا جاتا ہے۔ اس قسم کی شادی میں مناسب جوڑ نہیں دیکھا جاتا مزید یہ کہ یہ شادی جبری طور کی جاتی ہے۔ یہ رواج پاکستان کے کئی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ 2016ء کی ایک رپورٹ کے مطابق یہ رسم اب بھی موجود ہے۔

"وفاق کے زیر انتظام شمالی علاقوں میں 17.5 فیصد، پنجاب میں 13.5 فیصد، بلوچستان میں 12.5 فیصد شمال مغربی سرحدی صوبہ / وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے 12 فیصد اور آزاد جموں وکشمیر میں 8.5 فیصد۔"[44]

یہ رسم دونوں شادیوں کو مضبوط کرنے کی بجائے انہیں خطرے سے دوچار کر دیتی ہے۔ اگر ایک جوڑے کی شادی ناکام ہو جائے تو دوسرے جوڑے کی شادی بھی مجبوراً ٹوٹ جاتی ہے۔ درج بالا گفتگو سے پتہ چلتا ہے کہ وٹہ سٹہ کی شادی بھی پاکستان میں صنفی تشدد کا سبب ہے کیوں کہ اس سے زیادہ تر خواتین ہی متاثر ہوتی ہیں۔ پاکستان کا قانونی نظام اس قسم کے رواجوں سے بچاؤ کا نظام فراہم نہیں کرتا۔ بدل صلح اور گا گھ جیسے رسوم کو تو قانون سازی کے ذریعے جرائم میں شامل کر دیا گیا ہے لیکن وٹہ سٹہ اور سر پیسہ کے بارے میں قانون سازی نہیں ہے۔ اس قسم کی خطرناک رسوم کے خاتمے کے لیے پاکستان کو مزید شامل قانون سازی کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں نے اس صورت حال پر

42– Minallah, "Bride for Sale."

43– https://rsilpak.org/2022/the-cultural-sharks-of-gender-based-violence-in-pakistan/, accessed on July 30, 2023.

44– Yasmin Zaidi et al., "Women's Economic Participation and Empowerment in Pakistan - Status Report 2016" (Islamabad: UN Women Pakistan, May 2016).

توجہ کی ہے۔ اور ایسی رسم ورواج کی جو خواتین کے لیے صنفی تشدد کا باعث بنتی ہیں نہ صرف نشاندہی کی بلکہ انہیں جرائم میں بھی شامل کیا ہے۔ اس ضمن میں اسلام آباد ہائی کورٹ (45) کی رائے حسب ذیل ہے:

"اسلام کے واضح احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آج ہمارے معاشرے میں بچپن کی شادی، عصمت دری اور غیرت کے نام پر قتل کچھ کم عام نہیں ہیں۔ خواتین کو ان کی مرضی کے خلاف شادی پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کرو کاری، سوارا، وانی اور استحصال کی دیگر اقسام کی گھناؤنی روایات ایک ایسی ریاست میں رائج ہیں جہاں کی 97٪ آبادی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ قبائلی اور دیگر معاشرتی اصولوں کو اسلامی احکام پر فوقیت حاصل ہے۔ خواتین کے بچے محفوظ نہیں ہیں اور ننھی معصوم "زینب" کو جس ناقابل تصور درد اور اذیت کا سامنا کرنا پڑا اس سے بڑھ کر کوئی جارحانہ مثال نہیں ہو سکتی۔ تشویشناک پہلو یہ ہے کہ ان طریقوں اور ذہنیت کے خلاف کوئی غصہ نہیں ہے جو اسلام کے غیر واضح احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ مذکورہ بالا طرز عمل اور رویے ہمارے معاشرے میں رائج ہیں اور عوامی علم ہیں۔ ان طریقوں کا ثبوت وہ خواتین ہیں جن کی دل دہلا دینے والی کہانیاں ملک بھر کی عدالتیں روزانہ کی بنیاد پر سنتی ہیں۔ یہ اصول نہ صرف ناگوار ہیں بلکہ توہین آمیز ہیں۔"(46)

۲.۴- Victim Blaming اور تشدد کے واقعات کا رپورٹ نہ ہونا:

صنفی تشدد کا ایک سبب یہ ہے کہ جن لوگوں پر تشدد کیا جاتا ہے انھیں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرا دیا جاتا ہے۔ صنفی تشدد کے شکار خاص طور پر جنسی ہراسگی اور ریپ وغیرہ کے Victim اس وجہ سے بھی ان جرائم کو رپورٹ نہیں کرتے کہ انھیں ہی اس کا ذمہ دار ٹھہرا دیا جائے گا مزید بر آں پوری زندگی کے لیے یہ کلنک کا ٹیکہ Stigma بن کر ان کی شخصیت پر منفی اثرات ڈالے گا۔ جب کسی خاتون سے جنسی زیادتی ہوتی ہے تو سب سے پہلے اس کے رشتہ دار اور جاننے والے اسی کو اس جرم کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں آپ وہاں گئی کیوں تھی، کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اس لیے ہوا کہ آپ نے مناسب پردہ نہیں کیا ہوا تھا یا آپ کا لباس مناسب نہیں تھا۔ اس سماجی رکاوٹ

45– Ahsan et al., "Court Companion on Gender-Based Violence Cases," o7.

46– *Imran Javed Aziz v. Federation of Pakistan through Secretary, Ministry of Interior*, Writ Petition No. 753/2020, per Athar Minallah CJ.

کی وجہ سے وہ خواتین یا لڑکیاں جو اس تشدد کا شکار ہوتی ہیں خاموشی کو ترجیح دیتی ہیں اور جاہلی، سماجی رد عمل کی وجہ سے یہ معاملات پولیس میں رپورٹ نہیں ہوتے۔ ایسے واقعات کو چھپانے کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ پولیس ایسے وقوعات کی تفتیش کے دوران جو سوالات پوچھتی ہے وہ بھی خواتین کے لیے عار اور شرم کا باعث بنتے ہیں۔ بعض واقعات میں مجرم فیملی ممبر ہی ہوتا ہے اس لیے بھی ایسے واقعات کو خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لیے رپورٹ نہیں کیا جاتا۔Victim Blaming اور ایسے واقعات کی رپورٹ نہ ہونے کی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے محققہ نازش بروہی کہتی ہیں:

"ہمارے پاس اب اس قسم کی وضاحت نہیں ہے کیونکہ ہم نے اس رپورٹنگ کا نتیجہ دیکھا ہے۔ اس نے مزید کہا، "وکیل کا خرچہ ہے، عدالت میں جانا ہے، بڑے شہر میں رہنے کا خرچہ ہے، اور پھر اس کا اثر خاندان پر پڑتا ہے۔ اس سب کا اثر عورت اور اس کے خاندان پر پڑتا ہے۔ لہذا، عصمت دری کی اطلاع دینے کی قیمت زیادہ ہے۔"[47]

جنسی تشدد اور ہراسگی کے واقعات رپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے مجرموں کو سزا ملتی ہے اور نہ ہی ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر ایسے واقعات کی رپورٹ کی جائے توVictim کو اس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے لیکن ایسے واقعات کو روکنے اور اس کے مجرمین کو سزا دینے کے لیے تشدد کے ان واقعات کی رپورٹ کرنا ضروری ہے۔ بدقسمتی سے کئی رجعت پسندVictim Blaming کو ایک عمومی رویے کے طور پر سماج میں پھیلا رہے ہیں۔ اس قسم کے رویوں کی اصلاح بھی سماجی فلاح اور کمزور طبقات کو تشدد سے روکنے کے لیے ضروری ہے۔ ریپ کا شکار خواتین ان رویوں کی وجہ سے خاص طور پر مشکلات کا شکار ہوتی ہیں۔ اس تشدد کو ان کی عزت وناموس اور خوداعتمادی کا حصہ بنادیا جاتا ہے۔ ہمیشہ کے لیے یہ الزام ان کے لیے ایک چیلنج بن جاتا ہے۔ ۱۹۵۷ء میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں ایک مقدمہ Muhammad Sharif vs the State میں نہ صرف Victim Blaming کی مذمت کی گئی بلکہ اسے ذہنی فتور اور جاہلی رویہ قرار دیا گیا، اس فیصلے میں کہا گیا:

"جس معاملے میں لڑکی کو آزادی کی اجازت دی جانی چاہیے وہ بنیادی طور پر ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جو تعلیمی ادارے چلاتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کالج کے حکام نے یہ سمجھا ہو کہ لڑکیاں بھی لڑکوں کی طرح تازہ ہوا کی

47_ "This Is Why Women Won't Report Rape in Pakistan," *Samaa* (SAMAA, June 16, 2019), http://www.samaaenglish.tv/news/1783162.

اتنی ہی حق دار ہیں اور انھیں بغیر کسی پردہ کے جانے کی اجازت دے کر ان میں آزادی، اعتماد اور خود انحصاری کے جذبات کو پروان چڑھایا جارہا ہے۔ یہ حقیقت کہ ایک لڑکی جو اتنی عمر کی ہو کہ وہ خود کسی دیکھ بھال کرنے والے اور پردہ کے بغیر ایک عوامی جگہ میں جانے کا فیصلہ کرے، کبھی بھی کسی بدمعاش کے لیے اس کو تنگ کرنے کی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اگر ایل ڈی۔ جج کا خیال تھا کہ عوامی مقامات پر پڑھی لکھی لڑکیوں کا جانا ان نوجوانوں کی برانگیختگی کا باعث بنتا ہے جو اس جگہ پر آتے ہیں یا ہوتے ہیں، تو پھر وہ ایک انتہائی فاسد نظریہ پیش کررہے تھے کہ چوں کہ ایک ماں اپنی شیر خوار بیٹی کو مہنگے زیورات سے آراستہ کرتی ہے اور اسے پڑوسی کے گھر جانے کی اجازت دیتی ہے، تو پھر ایک شریر ذہن شخص کے پاس اس کے زیورات لوٹنے کا معقول بہانہ موجود ہے۔"[48]

۵.۲-صنفی تشدد کے مجرمان کے مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر اور سزا کا نہ ملنا:

پاکستان میں صنفی تشدد میں اضافے کا ایک سبب Low Conviction Rate اور اس سے متعلقہ جرائم سے متعلق مقدمات کا فیصلہ نہ ہونا ہے۔ ان جرائم کا ارتکاب کرنے والے جانتے ہیں کہ صنفی تشدد خاص طور پر ریپ کے جرم پر مجرم کا اول تو فیصلہ ہی نہیں ہو گا اور اگر ہو گیا تو بھی مجرم کو کم سزا ہی ملے گی۔ کراچی میں ایک سماجی تنظیم War against Rape (WAR) کے نام سے کام کر رہی ہے۔[49] اس تنظیم نے خاص طور پر ریپ کے مجرموں کو سزا کے معاملے کا مطالعہ کیا اور پھر درج ذیل رپورٹ کیا:

"عصمت دری کے مقدمات میں سزا کی شرح 3 فیصد سے کم ہے۔ سزا سنانے کی کم شرح زیادہ تر متاثرین کو یہ جانتے ہوئے بھی رپورٹ کرنے کی حوصلہ شکنی کرتی ہے کہ اس بات کا 97 فیصد امکان ہے کہ مجرم بری ہو جائے گا اور وہ مقدمہ درج کروانے والے متاثرین سے بدلہ لے سکتا ہے۔ کسی متاثرہ شخص کو حقیقی تحفظ فراہم کیے بغیر، ان کے اہل خانہ اکثر ان پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ وہ اسے چھپا کر رکھیں۔"[50]

48_ PLD 1957 Supreme Court Pakistan 201.

49_ Ayesha Khan and Sarah Zaman, "The Criminal Justice System & Rape: An Attitudinal Study of the Public Sector's Response to Rape in Karachi," Attitudinal Study of the Public Sector's Response to Rape in Karachi (War against Rape (WAR), n.d.).

50_ Ahsan et al., "Court Companion on Gender-Based Violence Cases," 36-37.

بدقسمتی سے مجرموں کو سزا نہ ملنے یا تاخیر سے ملنے کی وجہ سے طاقتور لوگ صنفی جرائم میں عدالتی نظام پر اعتماد کرنے کی بجائے خود انتقام لینے لگ جاتے ہیں اور قانون کو ہاتھ میں لیتے اور مجرموں کو بہیمانہ طریقے سے مار دیتے ہیں۔ اس صورت حال میں رویوں کی اصلاح اور سماجی رد عمل کو بہتر بنانے کی ساری ذمہ داری سماجی راہنماؤں خاص طور پر مڈل کلاس پر لاگو ہو جاتی ہے جن کے پاس یہ صلاحیت ہے کہ وہ سماجی تشکیل جدید کے ذریعے ان رویوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں جو صنفی تشدد کو پروان چڑھانے کا سبب بنتے ہیں۔

۳۔ صنفی تشدد کے اسباب و عوامل کی روک تھام سے متعلق اسلامی تعلیمات:

صنفی تشدد کی انواع اور اسباب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کمزور اصناف خاص طور پر خواتین کے خلاف تشدد کا سبب خواتین کے مقام و مرتبہ اور ان کے لیے خاندانی، معاشرتی، اور حکومتی سطح پر سہولیات کی کمی ہے، اسلام نے خواتین کے مقام و مرتبہ کو بلند کیا اور انھیں مردوں کے برابر قرار دیا۔ اسلامی تعلیمات کی وجہ سے خواتین کے خلاف ہونے والے تشدد کے عوامل کو کم کیا جاسکتا ہے اور اس طرح انھیں تشدد سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں اسلامی تعلیمات کی کچھ تفاصیل حسب ذیل ہیں:

۱.۳۔ خاندان کی تشکیل میں عورت کا اساسی کردار:

کسی بھی خاندان کی تشکیل نکاح سے ہوتی ہے اور عورت کے بغیر نہ نکاح ہو سکتا ہے اور نہ ہی خاندان کی تشکیل ہو سکتی ہے۔ گویا کہ عورت خاندان کی اصل و اساس ہے اسی سے خاندان کی ابتدا ہوتی ہے اور اسی کی وجہ سے خاندان مستحکم، ترقی یافتہ اور متمدن بنتا ہے۔ عورت کے اس اساسی اور بنیادی کردار کی وجہ سے خاندانی تنظیم میں عورت کے کردار کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

عائلی زندگی کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری بچوں کی پرورش اور مذہبی و دینی تربیت ہے۔ اس ذمہ داری کے حوالے سے قرآن پاک میں متعدد ہدایات ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ بچوں کو دین کی بنیادی باتوں سے آگاہ کیا جائے۔ قرآن پاک کی متعدد آیات میں بچوں کی تعلیم و تربیت سے متعلق احکام آئے ہیں:

''وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا''[51]

---

[51]۔ الفرقان: ۷۴

"اور وہ جو (خدا سے) دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔"

مزید ارشاد ہے:

''رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ''(52)

"اے پروردگار مجھ کو (ایسی توفیق عنایت) کر کہ نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش) اے پروردگار میری دعا قبول فرما۔ اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کی مغفرت کیجیو۔"

قرآن پاک کی طرح سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی اہل خانہ کے ساتھ بہترین سلوک کی تلقین ملتی ہے۔

۲.۳۔خواتین سے حسن سلوک کے بارے میں اسوہ رسول ﷺ:

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت اسلامی تاریخ میں مسلم ہے۔ اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اسلام کی تعلیمات کو جمع کرنے والے احکام ہزاروں افراد کے سامنے بیان فرمائے۔ ان احکام میں خواتین سے حسنِ سلوک کے احکام بھی شامل تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا..... أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ.(53)

"سنو! عورتوں کا خاص شفقت سے خیال رکھنا۔۔۔ اور سنو! بے شک تمہارے حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں، اور تمہاری بیویوں کے حقوق تم پر ہیں۔ تمہارا حق تمہاری بیویوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے ہاں ناپسند کسی

52_ ابراھیم:۴۰۔۴۱

53_ الترمذی، سنن الترمذي، **کتاب الرضاع**، باب ماجاء في حق المرأة علی زوجها، حدیث نمبر:۱۱۶۳، ص۲۰۷

شخص کو تمہارے بستروں اور گھروں میں نہ آنے دیں اور تمہاری بیویوں کا تم پر حق یہ ہے کہ تم بہتر کھانا اور لباس انہیں مہیا کرو۔"

نیز حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: "تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ہے۔ میں تم سب میں (اپنی بیویوں کے لیے) بہترین ہوں۔"[54]

حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مزید فرمایا کہ "ایک والد جو اپنے بچوں کو سب سے بہتر عطا کر سکتا ہے وہ ان کی بہترین تعلیم وتربیت ہے۔"[55]

اسی طرح آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''لَا يَكُونُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ''[56] "جو کوئی اپنی تین بیٹیوں کی یا تین بہنوں کی پرورش کرے گا اور انہیں اچھی تعلیم و تربیت دے گا اور اس وقت تک ان کے ساتھ نرمی کے ساتھ دیکھ بھال کرے گا جب تک اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا نہ کر دے تو اللہ کے فضل سے اس نے اپنے لیے جنت میں ایک مقام حاصل کر لیا۔"

۳.۳-عائلی زندگی میں خواتین کے حقوق کے بارے میں فقہی آرا:

فقہاء نے بچے کے دودھ پلانے سے متعلق حق کو دیت پر قیاس کرتے ہوئے حضانت کی مشروعیت کو ثابت کیا ہے۔

اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ

54_ الترمذی، سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، حدیث نمبر: ۳۸۹۵، ص ۶۰۱

55_ الترمذی، کتاب البر والصلة باب ماجاء في أدب الولد، حدیث نمبر: ۱۹۵۲، ص ۳۲۸

56_ الترمزی، سنن الترمذي كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَاب مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ وَالْأَخَوَاتِ، حدیث نمبر: ۱۹۱۲، ص ۳۲۳

عَلَيۡهِمَاۚ وَاِنۡ اَرَدْتُّمۡ اَنۡ تَسۡتَرۡضِعُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا سَلَّمۡتُمۡ مَّآ اٰتَيۡتُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ''[57]

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اس شخص کے لیے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔ اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہوگا۔ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی (تو یاد رکھو کہ) نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور اسی طرح (نان نفقہ) بچے کے وارث کے ذمے ہے۔ اور اگر دونوں (یعنی ماں باپ) آپس کی رضامندی اور صلاح سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ تم دودھ پلانے والیوں کو دستور کے مطابق ان کا حق جو تم نے دینا تھا دے دو اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔''

فقہاء کا خیال ہے کہ بچہ چونکہ دودھ پینے میں ماں کا محتاج ہے اس لیے بچپن میں بچے کی نگہداشت کی ذمہ داری بھی ماں کی ہی ہے۔ بچہ اسی وقت ماں کا دودھ پی سکتا ہے جب وہ ماں کی نگہبانی میں ہوگا۔

بچوں کی حفاظت کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کے مختلف ارشادات احادیث میں وارد ہیں ان میں سے کچھ احادیث حسب ذیل ہیں:

عن عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنِي هَذَا كَانَ بَطْنِي لَهُ وِعَاءً وَثَدْيِي لَهُ سِقَاءً وَحِجْرِي لَهُ حِوَاءً وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِي وَأَرَادَ أَنْ يَنْتَزِعَهُ مِنِّي فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي)[58]

''عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کے سامنے عرض کیا یہ میرا بچہ ہے

57_ البقرہ:۲۳۳

58_ ابوداؤد، سنن أبي داود، **کتاب الطلاق**، باب من أحق بالولد، حدیث:۲۲۷۶، ص۲۵۹؛ الامام احمد، المسند، ۲: ۱۸۲

جو میرے پیٹ میں رہا اس نے میرے سینے سے دودھ پیا اور میری گود میں پناہ لی اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور وہ اپنے بچے کو مجھ سے واپس لینا چاہتا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تم دوسری شادی نہیں کرتی تمہیں اپنے بچے کی نگہداشت کرنے کا حق حاصل ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اللَّهُمَّ إِنِّي لَا أَقُولُ هَذَا إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِابْنِي وَقَدْ سَقَانِي مِنْ بِئْرِ أَبِي عِنَبَةَ وَقَدْ نَفَعَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَهِمَا عَلَيْهِ فَقَالَ زَوْجُهَا مَنْ يُحَاقُّنِي فِي وَلَدِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا أَبُوكَ وَهَذِهِ أُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ أَيِّهِمَا شِئْتَ فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ فَانْطَلَقَتْ بِهِ.[59]

"ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میرا شوہر میرے بچے کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے جب کہ وہ بچہ میرے لیے سکون کا سرچشمہ ہے اور وہ میرے لیے ابو عنبہ کے کنویں سے پانی لاتا ہے۔ اس وقت اس کا شوہر خدمت رسالت میں حاضر ہوا اور بیٹے پر اپنی بیوی کے دعویٰ کا انکار کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے بچے سے فرمایا یہاں تمہارا والد اور والدہ موجود ہیں ان میں سے جس کو چاہو اختیار کر لو۔ بچے نے ماں کا ہاتھ پکڑا اور وہ اپنے بیٹے کے ساتھ روانہ ہو گئی۔"

عمارہ بن جرمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اختیار دیا کہ وہ اپنی ماں یا اپنے چچا میں سے جس کے ساتھ رہنا چاہے رہ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے چھوٹے بھائی کے متعلق بھی فرمایا کہ جب وہ تمہاری عمر کا ہو گا تو اسے بھی وہی اختیار ہو گا جو تمہیں دیا گیا ہے۔[60]

مسروق سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام عاصم کو طلاق دی تو عاصم اپنی نانی کے پاس تھا۔ عاصم کی نانی نے یہ مقدمہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش کیا۔ انہوں نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ اپنی نانی کے پاس ہی رہے گا۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کا نان ونفقہ فراہم کریں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ قرار دیا کہ نانی

59۔ ابو داؤد، سنن أبي داود، **كتاب الطلاق**، باب من أحق بالولد، حدیث نمبر: ۲۲۷۷، ص۲۵۹

60۔ البيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۴؛ الامام الشافعي، مسند الشافعي، **كتاب اشارة النساء**، ۲۸۸

بچے کی حفاظت و نگہبانی کی زیادہ حق دار ہے۔[61]

ایک اور روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نگہبانی کے مقدمہ میں ماں کے حق میں فیصلہ دیا اور فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ "ماں کو اس کے بچے سے جدا نہ کرو۔"[62]

خاندانی امور کا انتظام اور خاندانی امور کے متعلق فیصلہ سازی باہمی مشورہ اور باہمی ذمہ داری سے کیا جانا چاہیے۔ بچوں کی رضاعت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا''[63] "اگر وہ دونوں (ماں باپ) باہمی رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑوانا چاہیں تو کوئی حرج نہیں۔"

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائلی معاملات میں فیصلے فرماتے وقت اپنی ازواج مطہرات سے مشورہ فرماتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ قومی امور کے متعلق سیاسی فیصلوں میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے مشورہ فرماتے تھے۔

اسلام نے خواتین کو اپنے ذاتی اموال پر مکمل مالی اختیارات دیے ہیں اور انہیں یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی آمدنی میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتی ہیں۔ خاندان کے مالی معاملات کے نظم و نسق میں بھی اسلام باہمی مشورے کو اہمیت دیتا ہے۔ اور مرد و عورت دونوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی آمدنی کو اپنی مرضی سے خرچ کر سکتے ہیں۔ اگر اسلام کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو یقینی طور پر ان اسباب و عوامل کا خاتمہ ہو سکتا ہے جن کی وجہ سے پاکستان میں خواتین کو تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

---

61 ۔ البیہقی، السنن الکبری، ۸: ۵

62 ۔ ایضاً

63 ۔ البقرہ: ۲۳۳

خاتمہ:

اس مطالعہ میں جو حقائق پیش کیے گئے ہیں وہ پاکستان میں صنفی تشدد کی موجودہ صورت حال کو واضح کرتے ہیں۔ صنفی تشدد انسانی حقوق کی وہ شدید خلاف ورزی ہے جو پاکستان میں بہت بڑے پیمانے پر موجود ہے۔ یہ زندگی کے لیے خطرناک سماجی، اقتصادی اور صحت کا معاملہ ہے۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ پاکستان میں ۳۲ فیصد خواتین کو تشدد کا سامنا ہے۔[(64)] ۵۰ فیصد سے زیادہ خواتین جنہوں نے اس تشدد کا سامنا کیا نہ صرف اپنے خاندان سے بلکہ ریاستی اداروں جیسے پولیس وغیرہ سے بھی سے مدد طلب نہیں کی۔ پاکستانی سماج میں تشدد کی کئی سوا ایسی صورتیں موجود ہیں۔ پاکستان میں صنفی تشدد گھروں میں، دیہاتوں میں، سڑکوں پر کام کرنے کی جگہوں سے لیکر آن لائن ہوتا ہے۔ پاکستان میں صنفی تشدد کی جو صورتیں پائی جاتی ہیں۔ صنفی تشدد کا سامنا کرنے والوں اور اس سے بچنے والوں اور ان کے خاندانوں پر اس تشدد کے بڑے سنجیدہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ تشدد اپنے ساتھ صحت سے متعلقہ بہت سے مسائل لے کر آتا ہے۔ ذہنی دباؤ، پوسٹ ٹرامیٹک صورت حال، مسٹریس، سخت نفسیاتی دھچکا، اضطرابی کیفیت اور خود کشی کے رجحانات صنفی تشدد کے ممکنہ نتائج ہوسکتے ہیں۔ صنفی تشدد کے متاثرین سماجی طور پر داغ دار سمجھے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی خود اعتمادی، انفرادی احساس اور عزت و آبرو خطرے میں پڑ جاتی ہے۔[(65)]

پاکستان میں صنفی تشدد کے کئی اسباب اور عوامل ہیں۔ تعلیم اور اقتصادی مواقعوں میں غیر ہمواری ایسی رکاوٹیں پیدا کر دیتی ہے جن کی وجہ سے صنفی تشدد پر مناسب رد عمل متاثر ہوتا ہے۔ صنفی تشدد کے متعلق پاکستان میں بہت سے غلط تصورات پائے جاتے ہیں۔ بعض اوقات غیر مؤثر مدد رسائی کا نظام، غیر متاثر قانون سازی اور حفاظتی دائرے صنفی تشدد کا ارتکاب کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین کو تعلیم و تربیت کے یکساں مواقع فراہم کیے جائیں اور علماء، سماجی راہنما اور سیاستدان مل کر ان ثقافتی روایات اور سماجی رواجوں کا خاتمہ کریں جن کی وجہ سے خواتین کو تشدد کا سامنا

64_ "Pakistan Demographic Survey 2020," Demographic Survey (Islamabad: Government of Pakistan Ministry of Planning, Development and Special Initiatives Pakistan Bureau of Statistics, April 2022).

65_ https://pakistan.unfpa.org/en/news/time-vow-end-violence-against-women#:~:text=32%20per%20cent%20of%20women,violence%20in%20Pakistan%5B1%5D, retrieved on July 29,2023.

کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ ایسی سماجی روایات جو خواتین کے خلاف تشدد کا سبب بنتی ہیں ان کی روک تھام کے لیے قومی اور صوبائی سطح پر قانون سازی کی گئی ہے لیکن یہ روایات بعض علاقے میں لوگوں کے ہاں رواجی قانون کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں ان روایات کو ختم کرنے کے لیے رویوں اور رجانات میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ صنفی تشدد کے عوامل کی روک تھام کے لیے دینی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ریاستی سطح پر مددرسائی کے نظام کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ لوگ ریاست پر اعتماد کرتے ہوئے نہ صرف صنفی تشدد کے واقعات کی رپورٹنگ کریں بلکہ اس تشدد کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا بھی ملے۔ صنفی تشدد کے خاتمے کے لیے خصوصی عدالتوں کے قیام کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آتے ہیں لیکن ابھی اس ضمن میں اجتماعی شعور کو مربوط انداز میں صنفی تشدد کو روکنے کے لیے استعمال کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ایک پرامن تشدد سے پاک پاکستانی معاشرہ وجود میں آسکے۔